علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

خزاں 2020 ٹرمینل امتحان

کورس: پاکستانی ادب

کوڈ: 427

ASSAD PRINTING

مقررہ تاریخ: 20-06-2021

ASSAD PRINTING
Main Bazar Hangu ** 0335-9776668

کورس	پاکستانی ادب	کوڈ	427
سمسٹر	خزاں 2020	نام	Hayyat AfriDi
رول نمبر	xxxxxxxxx	دستخط	

سوال نمبر 1

اردو ادب کے پاکستانی دور کے تاریخی پس منظر میں ان شعراء کی تخلیقات کا تجزیہ پیش کریں جو قیام پاکستان میں تحریک کے طور پر شامل رہے۔

ASSAD PRINTING
Main Bazar Hangu ** 0335-9776668

جواب:

"قیام پاکستان میں اردو ادب کا حصہ"

اردو ادب کے پاکستانی دور کے تاریخی پس منظر کا جائزہ لیں تو اس کا نقطہ آغاز سرسید کی تحریک نظر آتی ہے۔ یہ زمانہ قومی اصلاح کا زمانہ تھا۔ چنانچہ معاشرتی زندگی، ادب، تہذیب، ثقافت، تعلیم غرض ہر شعبہ میں اصلاحات کی کوششیں کی جا رہی تھیں۔ جس طرح آج تصورِ پاکستان کی قدامت کا سراغ سرسید احمد خان کی بعض تحریروں اور تقریروں میں تلاش کیا جاتا ہے

نام		رول نمبر		دستخط	

اسی طرح ان کے رفیق کار مولانا حالی نے شاعری
میں قومی درد سمو کر جس شاعری کا آغاز کیا۔
اس نے اردو ادب میں قومی شاعری کی داغ
بیل ڈالی۔ اس سلسلے میں ان کی طویل نظم
مدو جزر اسلام ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔
اس کے علاوہ حالی نے اپنی غزلوں میں بھی
قومی مقاصد اور ملی تقاضوں کی تصویر کشی کی۔
اگرچہ زمانے کی روش کے مطابق حالی نے اپنی
غزلوں کا آغاز روایتی شاعری سے کیا تھا۔
لیکن سرسید کی تحریک میں شامل ہونے کے
بعد پرانے انداز کی شاعری کو ترک کر کے انہوں نے
اپنی غزلوں میں قومی اور اخلاقی نوعیت کے
مضامین شامل کرنے شروع کر دیے اور اس
طرح نظم کی مانند اردو غزل میں بھی ایک نئے
رنگِ سخن کی بنیاد رکھی۔
قومی شاعری کے جس سلسلے
کا مولانا حالی نے آغاز کیا تھا، اس کے اثرات
ان کی ذات تک ہی محدود نہ رہے۔ اس
کی وجہ یہ ہے کہ 1857ء کے بعد مستحکم انگریزی
حکومت کے خلاف جدو جہد کا تصور نا

نام		رول نمبر		دستخط	

ناممکنات میں سے تھا۔ لیکن موجودہ صدی کے آغاز میں برصغیر کے باشندوں نے ہزار پابندیوں کے باوجود زبان کھولنی شروع کر دی تھی ۔ 30 دسمبر 1906ء کو جب نواب وقار الملک اور نواب سلیم اللہ کی کوششوں سے ڈھاکہ میں مسلم لیگ کا قیام عمل میں لایا گیا تو مسلمانوں کو اپنے لئے ایک جداگانہ پلیٹ فارم بھی مل گیا۔ اور جب 1913ء میں قائداعظم مسلم لیگ میں شامل ہو گئے تو اس جماعت کے تن مردہ میں ایک ولولہ انگیز قیادت سے جان ڈال دی۔

حالی کے معاصرین مولانا شبلی نعمانی اور اکبر الہ آبادی نے بھی قومی شاعری کی روایت کو اور آگے بڑھایا۔ بالخصوص اکبر الہ آبادی نے مسلمانوں میں مغرب پرستی کے بڑھتے ہوئے رجحان کو تشویش کی نظروں سے دیکھا اور اپنی طنزیہ شاعری کے ذریعے اس رجحان کی شدید مخالفت کی۔ قومی درد، اسلامی حمیت کا احساس اور مشرقی تہذیب و تمدن کی پاکیزہ اور بلند اقدار سے محبت، اکبر کی شاعری کے

نام		رول نمبر		دستخط	

نمایاں عناصر ہیں۔

شبلی نعمانی کے بلند پایہ علمی کارناموں اور تصانیف نے اب اگرچہ ان کی شاعرانہ حیثیت کو کچھ دبا سا دیا ہے۔ لیکن جہاں تک قومی شاعری کا تعلق ہے۔ شبلی بھی اپنے نامور معاصرین میں کسی سے کم نہیں ہے۔ چنانچہ حالی کی مانند، شبلی نے بھی "تماشائے عبرت" کے نام سے قومی درد پر مبنی ایک ایک مسدس لکھا۔ جو اپنے زمانے میں بہت مقبول ہوا۔ اس کے علاوہ شہر آشوب اسلام، مثنوی صبح امید، کفران نعمت جیسی نظموں میں شبلی نے مختلف انداز میں مسلمانوں کے عظیم ماضی اور موجودہ قومی تنزل کے ساتھ ساتھ انگریزوں کے ظلم اور جبر پر بھی موثر طریقے سے روشنی ڈالی ہے۔

سرسید، حالی، شبلی اور اکبر الہ آبادی کے خیالات و تصورات نے ہی در حقیقت قومی شاعری کی ان روایات کی تشکیل کی۔ جن کی آنے والے شعراء نے پیروی کی ہے۔

نام		رول نمبر		دستخط	

اور یہی وہ قومی شاعری کی روایت تھی۔ جو
علامہ اقبال کی شاعری میں اپنے درجہ کمال پر
پہنچ گئی۔ حالی اور اکبر تو اس بنا پر اور
بھی زیادہ اہمیت اختیار کر جاتے ہیں کہ
علامہ اقبال ان کی یہ روایت کو لے کر آ گے
گئے تھے۔ اس لئے کسی نقاد نے کہا ہے کہ
اگر حالی نہ ہوتے تو اکبر اور اقبال بھی
نہ ہوتے۔

حالی، شبلی اور اکبر کے بعد وہ
شعراء آتے ہیں جو آزادی کی تحریکوں میں عملاً
شریک تھے اور جن کا مسلمانوں کے اہم قومی
لیڈروں میں شمار ہوتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ
ساتھ وہ بہت اچھے شاعر بھی تھے۔ اس ضمن
میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خان
اور حسرت موہانی کا نام بطور خاص لیا جا سکتا
ہے۔ مولانا محمد علی جوہر تحریک خلافت کے
نامور قائدین میں سے تھے اور ایک شعلہ
بیان مقرر کی حیثیت سے ان کی شہرت
انگلستان تک پھیلی ہوئی تھی۔

دستخط		رول نمبر		نام

وہ اپنے وقت کے بہترین صحافی بھی تھے۔ اگرچہ
سیاسی مصروفیات کی بناء پر وہ شاعری کیلئے
بہت زیادہ وقت نہ نکال سکے لیکن سیاسی
حالات و مسائل پر انہوں نے جو کچھ بھی لکھا
وہ مقدار میں نسبتاً کم ہونے کے باوجود قومی
شاعری میں اہم اضافہ کی حیثیت رکھتا ہے۔
ان کا مجموعہ کلام "کلامِ جوہر" کے نام سے
چھپا ہے۔ مولانا حالی کی طرح مولانا جوہر
بھی غزل میں قومی مضامین بڑی خوبصورتی
سے ادا کر جاتے تھے۔

ASSAD PRINTING
Main Bazar Hangu ** 0335-9776668

دستخط		رول نمبر		نام

سوال نمبر 2

ناول، ڈراما، افسانہ اور سفر نامے کے فنی خصوصیات کیا ہیں؟ نیز قیام پاکستان سے پہلے کے نثری ادب کا جائزہ لیں۔

جواب:

"ناول کی فنی خصوصیات"

ناول کا شمارہ اردو نثر کی ان اصناف میں ہوتا ہے جو مغرب کے اثر سے ہمارے ادب میں داخل ہوئیں۔ ناول دراصل قصہ یا کہانی کی ایک شکل ہے۔ لیکن ناول سے پہلے ہمارے یہاں قصہ یا کہانی کی صورت میں کل جاتی تھی۔ داستان سے مراد وہ طویل اور مبالغہ آمیز قصے ہیں جن میں عام طور پر غیر معمولی واقعات، مافوق الفطرت عناصر، مثالی کردار اور تخیلاتی ماحول پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں اکثر و بیشتر، جنوں دیوؤں، پریوں اور جادو گروں کا عمل دخل ہوتا ہے۔ اس میں ایسے جانوروں اور پرندوں کا ذکر ہوتا ہے

نام		رول نمبر		دستخط	

جو آدمیوں کی طرح بولتے ہیں۔ اس کے انسانی
کردار بھی ہماری دنیا سے مختلف اور مثالی صفات
کے مالک ہوتے ہیں۔ غرض داستان کی دنیا
ایک ایسے غیر حقیقی اور طلسماتی ماحول کو
پیش کرتی ہے جس کا ہماری حقیقی زندگی سے
کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس ناول،
کہانی کی وہ شکل ہے جس میں قصے کی بنیاد
تخیل کی بجائے حقیقت پر رکھی جاتی ہے۔
یعنی ناول نگار کسی فرضی اور خیالی دنیا کا
نقشہ کھینچنے کی بجائے اپنے ارد گرد دیکھے ہوئے
انسانی معاشرے کے واقعات اور مسائل کو اپنے
ناول کا موضوع بناتا اور پھر اپنے موضوع کے
اعتبار سے ناول کا میدانِ عمل اتنا وسیع ہے
جتنی کہ خود زندگی یعنی ناول میں زندگی کے کسی
بھی پہلو کو اس کا موضوع بنایا جا سکتا ہے۔
ناول کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں
زندگی کے بیک وقت کئی پہلو پیش کیے
جاتے ہیں۔

نام		رول نمبر		دستخط	

" ڈرامے کی فنی خصوصیات "

پلاٹ :- پلاٹ ڈرامے میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے پلاٹ کے انتخاب میں بڑی احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ کہانی کے واقعات کو آپس میں اس طرح مربوط رکھا جاتا ہے کہ ایک واقعہ کا نتیجہ معلوم ہو۔ اس بات کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے کہ ڈرامہ دیکھنے والے کسی غیر ضروری الجھاؤ یا پیچیدگی کا شکار نہ ہوں۔

کردار :- ڈرامے کے فنی عناصر میں کرداروں کی خاص اہمیت ہے۔ کرداروں ہی کے ذریعے ڈرامے کے واقعات میں چھپی ہوئی کہانی ہمارے سامنے آتی ہے۔ کرداروں کی بات چیت اور ان کے اعمال و افعال کے ذریعے ڈرامہ نگار کہانی کو آگے بڑھاتا ہے۔ ڈرامے میں چونکہ انسانی معاشرے ہی کا کوئی مسئلہ قصہ کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے ڈرامے کے کردار بھی اپنی حرکات و سکنات میں عام انسانوں کی مانند ہونے چاہئیں۔

نام		رول نمبر		دستخط	

مکالمہ :- ڈرامے میں کرداروں کی گفتگو کو مکالمہ کہا جاتا ہے۔ مکالمہ، ڈرامے کی جان سمجھا جاتا ہے۔ دراصل مکالموں ہی کے ذریعے کرداروں کی قلبی کیفیات اور اس کی شخصیت و کردار کے مختلف پہلوؤں کو ابھارا جاتا ہے۔ اس لئے مکالمے اپنی زبان، اسلوب اور لہجے کے لحاظ سے جتنے فطری اور موثر ہوں گے اتنا ہی ہم کردار کی شخصی صفات سے زیادہ واقف ہو سکیں گے۔

مرکزی خیال :- ڈرامے کا مرکزی خیال ایسا ہونا چاہیے کہ ہمیں کسی اجنبی یا خیالی دنیا میں لے جانے کی بجائے ہمیں اپنے ارد گرد پھیلی ہوئی دنیا کے حصے سے روشناس کرائے۔ ڈرامہ دیکھنے یا پڑھنے کے بعد ہمیں احساس ہو کہ جس مرکزی نکتے کی طرف ڈرامہ نگار ہمیں متوجہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ ہماری زندگی اور معاشرے میں موجود تو تھا لیکن اس سے قبل ہم نے اس کو محسوس نہیں کیا تھا۔

نام		رول نمبر		دستخط	

"افسانے کی فنی خصوصیات"

۱) پلاٹ (PLOT) :-

اردو میں اس کا کوئی مناسب بدل نہیں ہے۔ کہانی جن واقعات اور حادثات سے بنتی ہے ان کے ترتیب و تسلسل کا نام پلاٹ ہے۔ پلاٹ کہانی کے ڈھانچے کی حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی پلاٹ خود کہانی نہیں ہوتا۔ کہانی تو اس وقت وجود میں آتی ہے جب اس کے ڈھانچے میں تفصیلات کا رنگ بھرا جاتا ہے۔

۲) کردار :-

کرداروں سے مراد وہ اشخاص ہیں جن کے ساتھ کوئی واقعہ یا کچھ واقعات پیش آتے ہیں۔ واقعات کردار کی شخصیت کے بعض پہلوؤں کو روشنی میں لاتے ہیں جب افسانہ نگار کسی شخصیت کی جھلکیاں دکھاتا ہے۔ تو اسے کردار نگاری کہتے ہیں۔

ASSAD PRINTING
Main Bazar Hangu ** 0335-9776668

نام		رول نمبر		دستخط	

۳۔ نفسِ موضوع (THEME) :۔

یہ وہ مرکزی خیال ہے جس پر افسانے کی بنیاد ہوتی ہے۔ افسانہ بنیادی طور پر ایک قصہ ہے جس کا مقصد پڑھنے والوں کیلئے دلچسپی کا سامان فراہم کرنا ہے۔ لیکن ایک اچھے افسانے میں قصے کسی مرکزی خیال کو پیش کرنے کا ایک ذریعہ یا وسیلہ ہوتا ہے۔ مضمون میں خیال یا خیالات صاف لفظوں میں بیان کر دیے جاتے ہیں۔ افسانے میں افسانہ نگار یہ نہیں کہتا کہ کسی خاص افسانے میں اس کا مرکزی خیال یا بنیادی خیال یہ ہے۔ افسانے میں مرکزی خیال واقعات کی ترتیب اور انجام سے ابھرتا ہے اور افسانہ پڑھنے والے کو اپنی ذہانت سے سمجھنا پڑتا ہے کہ زیرِ نظر افسانے کا مرکزی خیال کیا ہے۔

نام		رول نمبر		دستخط	

"سفر نامہ"

سفر نامہ وہ نثری تحریر ہے جس میں لکھنے والا اپنے سفر کے چشم دید واقعات بیان کرتا ہے۔ سفر ہمیشہ سے انسان کی ایک اہم مصروفیت میں شمار ہوتا رہا ہے۔ انسان کبھی اپنی کسی ضرورت کے تحت، کبھی اپنے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں اور کبھی محض سیر و سیاحت اور تفریح کی غرض سے سفر اختیار کرتا ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر وہ شخص جس نے سفر اختیار کیا ہو، سفر نامہ ضرور لکھے۔ لیکن بعض اہل قلم نے اپنے سفر سے واپس آتا ہے تو سفر کے دوران گزرے ہوئے واقعات اپنے عزیزوں اور دوستوں کو سناتا ہے۔ اس کے سامعین بھی اپنی فطری تجسس کے زیر اثر یہ جاننا چاہتے ہیں کہ مسافر نے اپنے سفر میں کن کن علاقوں کی سیر کی۔ کون سی نئی سرزمین دیکھیں۔

نام		رول نمبر		دستخط	

کن حالات سے دو چار ہوا اور کون سے حیرت انگیز واقعات اسے پیش آئے۔ انہی عام باتوں کو جب تفصیل کے ساتھ کسی تحریری شکل میں پیش کر دیا جائے تو اسے سفر نامہ کہتے ہیں۔

سفر نامہ بنیادی طور پر ایک بیانیہ تحریر ہے۔ سفر نامہ لکھنے والا اپنے تجربات، مشاہدات اور تاثرات کو ایک بیان کی شکل میں ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ چنانچہ سفر نامہ لکھنے والے کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ دوران سفر اپنی آنکھیں کھلی رکھے۔ اور گرد و پیش کا بڑی ذہانت اور باریک بینی سے مشاہدہ کرے۔ اس کی قوت مشاہدہ جس قدر گہری ہوگی اتنا ہی وہ مناظر کی تصویر کشی کرنے میں زیادہ کامیاب ہوگا۔

ASSAD PRINTING
Main Bazar Hangu ** 0335-9776668

نام		رول نمبر		دستخط	

سوال نمبر 3

افسانہ کسے کہتے ہیں؟ نیز اردو افسانے کے پاکستانی دور پر نوٹ لکھیں۔

جواب:

"افسانہ کی تعریف"

پرانے زمانے سے لے کر اس وقت تک قصے کہانی نے بہت سی شکلیں اختیار کی ہیں۔ مختصر افسانہ بھی قصے ہی کی ایک شکل ہے۔

انسانی ذہن کی ترقی کے ساتھ ساتھ دنیا کے ہر فن نے ترقی کی ہے۔ اور ترقی کر کے خاص شکل و صورت اختیار کر لی ہے۔ یہی حال مختصر افسانہ کا بھی ہے۔

مختصر افسانے کو صرف کہانی / قصہ کہنا کافی نہیں گو یہ ضرور ہے۔ قصے کی جتنی شکلیں ہیں اُن سب میں قصہ ضرور پایا جاتا ہے۔ قصے کے علاوہ ان میں دو چیزیں اور بھی مشترک ہوتی ہیں۔ وہ ہیں اشخاص اور دوسری واقعات یا صورت حال۔

دستخط		رول نمبر		نام

"اردو افسانے کا پاکستانی دور"

1947ء سے 1964ء تک

1947ء میں پاکستان قائم ہوا۔ پاکستان کے قیام کے سلسلے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان بڑے پیمانے پر فرقہ ورانہ فسادات ہوئے۔ نتیجتاً دونوں ملکوں سے بڑے پیمانے پر آبادی کا تبادلہ بھی عمل میں آیا۔ بستیاں ویران ہوئیں اور ہنستے بستے گھر اُجڑ گئے۔ ظاہر ہے ان تمام حالات و واقعات سے لکھنے والے بھی متاثر ہوئے اور نظم و نثر کی تقریباً تمام مروج اصناف میں اس المیے کی جھلکیاں نظر آنے لگیں۔ ہمارے افسانہ نگاروں نے بھی اپنے افسانوں میں تقسیم اور اس سے پیدا ہونے والے ردِعمل کو اپنے افسانوں میں بیان کیا۔ ان میں سے کئی افسانہ نگاروں نے ایسے تھے جو خود ان حالات کا شکار ہو کر پاکستان پہنچے تھے۔ چنانچہ اس دور کے افسانوں میں ہجرت اور فسادات کا موضوع بالخصوص غالب نظر آتا ہے۔ ہجرت اور فسادات کے نتیجے میں جو انسانیت سوز مظالم روا رکھے گئے اور جس لوٹ مار

نام		رول نمبر		دستخط	

درندگی، وحشت و بربریت کا مظاہرہ کیا گیا
اس کا عکس اس دور کے افسانوں میں
صاف دیکھا جا سکتا ہے۔ فسادات کے موضوع
پر یوں تو ہمارے بہت سے افسانہ نگاروں نے قلم
اٹھایا لیکن مندرجہ ذیل افسانہ نگار اس
سلسلہ میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔
سعادت حسن منٹو، احمد ندیم قاسمی،
ممتاز مفتی، قدرت اللہ شہاب، عزیز احمد،
خدیجہ مستور، ہاجرہ مسرور، انتظار حسین،
اشفاق احمد وغیرہ۔

سعادت حسن منٹو کا شمار
ان افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے جو قیام پاکستان
سے بہت قبل افسانہ نگاری میں شہرت حاصل
کر چکے تھے۔ اور پاکستان بننے کے بعد بھی
ان کی افسانہ نگاری کا سلسلہ جاری رہا۔ تقسیم کے
پس منظر میں منٹو نے "ٹوبہ ٹیک سنگھ"
اور "کھول دو" جیسے افسانے لکھے۔

نام		رول نمبر		دستخط	

قیامِ پاکستان کے بعد کچھ عرصے تک افسانے کا
غالب موضوع فسادات ہی رہا کیونکہ سماجی،
معاشی اور سیاسی سطح پر اس عظیم انقلاب
سے متاثر ہونا ایک قدرتی بات تھی۔
لیکن کچھ مدت بعد جب انتشار اور
افراتفری کا دور ختم ہوا۔ زندگی کے معمولات
بدلے تو بدلتے ہوئے حالات کے تحت کچھ نئے
موضوعات بھی افسانے میں آنے لگے۔ اس
زمانے میں ایک نمایاں رجحان ماضی پرستی
کا تھا۔ نئے ملک میں جب لوگوں کو وہ
خواب پورے ہوتے نظر نہ آئے جنہیں دیکھتے
ہوئے وہ نئی سرزمین میں پہنچے تھے تو ان
پر مایوسی کا عالم طاری ہوگیا چنانچہ چند
افسانہ نگاروں نے سرحد پار کے گلی کوچوں،
بازاروں، پرانے دوستوں اور ان سے منسوب
واقعات کو اپنے افسانوں میں بیان کیا۔
ان افسانہ نگاروں میں اے حمید اور انتظار
حسین کے نام شامل ہیں۔

نام		رول نمبر		دستخط	

1960ء کے آس پاس جو افسانہ لکھا گیا۔ وہ اپنی
تکنیک اور موضوعات دونوں اعتبار سے نیا تھا۔
ترقی پسند تحریک اس وقت تک کمزور ہو
چکی تھی اور نئے نکلنے والے تحریک کے دائرہ
اثر سے نکل کر نئے موضوعات پر افسانے لکھ
رہے تھے۔ اس دور کے افسانوں میں صنعت
و حرفت کی ترقی، سائنسی ایجادات اور ایک
مادہ پرستانہ معاشرے میں پیدا ہونے والے حالات
و مسائل کا گہرا عکس نظر آتا ہے۔ اس دور
کے افسانہ نگاروں نے صنعتی معاشرے میں فرد
کی تنہائی اور ذات کے کرب کو بھی اپنے
افسانوں کا موضوع بنایا۔ جہاں تک تکنیک
کا تعلق ہے اس دور میں علامتی اور
تجریدی انداز اختیار کرنے والوں کے ساتھ ساتھ
وہ افسانہ نگار بھی برابر لکھتے نظر آتے ہیں
جنہوں نے شروع ہی سے بیانیہ انداز اختیار کر
رکھا تھا۔ اس دور کے افسانہ نگاروں میں مسعود
مفتی، جیلانی بانو، اختر جمال، احمد شریف، عرش صدیقی
فرخندہ لودھی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔